رابطۃ العالم الاسلامی اور مجمع الملک فہد کی جانب سے "تفسیر عثمانی" کی طباعت کا پس منظر

سید عنایت اللہ شاہ کاکاخیل

سب کو معلوم ہے کہ سعودی حکومتوں نے حرمین شریفین کی بے مثال خدمت کی ہے اور کررہے ہیں، اسی طرح اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید کی خدمت کا موقع بھی اللہ نے ان کو دیا ہے، ملک کے چپے چپے میں تحفیظ القرآن کے مدارس ہیں، جن میں قرآن پاک تجوید کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے جبکہ مساجد اور خاص کر حرمین شریفین میں باقاعدہ حلقات کی شکل میں کلاسیں لگتی ہیں اور امتحان میں کامیاب طلبہ کو سندات دیئے جاتے ہیں، لیکن ان کا لاثانی اور تاریخی کارنامہ مدینہ منورہ میں "مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف" کا قیام ہے، یہ دنیا کے عظیم چھاپہ خانوں میں ایک ہے اور اس کے قیام کا بنیادی مقصد قرآن پاک کی غلطیوں سے پاک اور اعلیٰ پیانہ پر نشر واشاعت ہے، اس کے ساتھ ساتھ دنیا کے مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم مع تفسیر کی چھپائی اور پورے عالم میں اس کی تقسیم بھی مجمع کی ذمہ داری ہے، چنانچہ اب تک سینکڑوں زبانوں میں تفاسیر چھاپ کر دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچادیئے گئے ہیں، مجمع، قرآن پاک کی جو خدمت مختلف طریقوں سے کررہا ہے، ان کی لسٹ طویل ہے، اس وقت صرف قرآن پاک کے تراجم وتفاسیر کی طباعت کے طریق کار کے بارے میں مختصر بیان مقصود ہے، واضح ہو کہ راقم الحروف اس وقت رابطۃ العالم الاسلامی، مکہ مکرمہ میں شعبہ ترجمات معانی القرآن الکریم کے مسؤل کی حیثیت سے کام کررہا تھا، دیگر عالمی تراجم کے ساتھ چونکہ تفسیر عثمانی بھی رابطہ کی منظوری سے مجمع الملک فہد میں چھپ کر منظر عام پر آئی اور چھپنے کے بعد اس پر اعتراضات کے ساتھ اغلاط کی نشان دہی کی گئی اور اس پر مزید یہ کہ اس تفسیر پر پابندی لگنے کے غلط پروپیگنڈے نے علماء اور عامۃ الناس کو تشویش میں مبتلا کیا اور مجھ سے بار بار اس بارے میں سوالات ہوتے رہے، میں نے مناسب سمجھا کہ اس سلسلے کے حقائق کو انتہائی اختصار کے ساتھ صفحہ قرطاس پر منتقل کروں، تاکہ یکبارگی حق کے متلاشی کو جواب مل جائے۔

دنیا کے ہر ملک سے مختلف زبانوں میں تفسیر رابطۃ العالم الاسلامی کو وصول ہوتے ہیں، رابطہ کا مخصوص ادارہ ان تراجم کو بغرض طباعت مجمع الملک فہد مدینہ منورہ بھیجتا ہے لیکن بھیجنے سے پہلے ترجمہ کے بارے میں اس متعلقہ ملک میں متعین سعودی سفیر سے استفسار کیا جاتا ہے کہ آیا مطلوبہ ترجمہ معیاری اور معتمد ہے اور یہی سوال اس ملک کے جید علماء سے بھی کیا جاتا ہے، جب تک تسلی بخش جواب نہیں آتا، اس وقت تک ترجمہ زیر التوار رہتا ہے، بصورت دیگر ماہر اور مطلوبہ زبان جاننے والے علماء کی کمیٹی کے حوالے کیا جاتا ہے اور ایک مقررہ مدت میں کمیٹی اس ترجمہ پر نظر ثانی کر کے متعلقہ ادارہ کو اپنی رپورٹ کے ساتھ واپس کر دیتی ہے، اس چھان بین میں کافی وقت لگ جاتا ہے، حرص یہ نہیں ہے کہ ترجمہ چھپ جائے بلکہ حرص یہ ہے کہ صحیح اور غلطیوں سے بالکل پاک چھپ کر منظر عام پر آجائے اور مسلمان اسے اپنی زبان میں پڑھ کر استفادہ کریں۔

پاکستان سے کئی زبانوں میں قرآن پاک کے ترجمے موصول ہوئے، مثلاً بلوچی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ قاضی عبدالصمد سر بازی اور مولانا خیر محمد ندوی رحمۃ اللہ علیہما کا ہے، یہ ترجمہ دراصل تفسیر عثمانی سے بلوچی زبان میں منتقل کیا گیا ہے، معتمد ترجمہ ہے اور رابطہ کی منظوری سے مجمع میں چھپ کر تقسیم ہو چکا ہے، اسی طرح پشتون بھائیوں کے لئے ان کی زبان پشتو میں تفسیر کابل کی منظوری رابطہ نے دی اور مجمع میں طبع ہو کر تقسیم ہوئی، طباعت سے پہلے اس ترجمہ پر کافی محنت ہوئی، دراصل اس ترجمہ کی بنیاد بھی تفسیر عثمانی ہے، وہ اس طرح کہ پہلے شاہ ظاہر شاہ کے دور میں اس کا فارسی میں ترجمہ ہوا اور پھر فارسی سے پشتو زبان میں منتقل ہوا، کم وبیش تین ہزار صفحات پر مشتمل پشتو کے اس ترجمہ میں اصل کے ساتھ غیر ضروری اضافے کئے گئے تھے، دوسری طرف ترجمہ اور حواشی میں مشکل اور نامانوس الفاظ کا کافی استعمال کیا گیا تھا، عام پشتون بھائیوں کے لئے اس کا سمجھنا آسان نہ تھا، اسے مفید تر بنانے کے لئے مجمع کی طرف سے کمیٹی کے حوالے کیا گیا، دقیق نظروں سے اس پر نظر ثانی کی گئی اور تقریباً ۷۰۰ صفحات پر مشتمل دو ضخیم جلدوں میں چھپ کر تقسیم ہوا، اس ترجمہ کے مختصر مقدمے میں رابطہ کا تبصرہ وقارئین کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگا:

"یطیب لرابطة العالم الإسلامي أن تقديم للقارئ الكريم هذا المصحف الشريف مع ترجمة معانيه وتفسيره إلى لغة البشتو المسماة اصطلاحا بتفسير "كابل" والتي قام بترجمتها باللغة الأردية فضيلة الشيخ محمود الحسن و تفسير فضيلة الشيخ شبير أحمد العثماني رحمهما الله، وقام بتحويلها إلى لغة البشتو هيئة من علماء افغانستان، و نظرا لوجود كلمات صعبة وقديمة الاستعمال، فقد اعتمدت الرابطة الشيخ، سيد عبيد الله شاه كاكاخيل، أحد علماء باكستان الناطقين بهذه اللغة؛ لتوضيح تلك الكلمات بما يراد فيها من الكلمات السهلة والمفهومة لدي عامة متكلمي لغة البشتو في افغانستان و باكستان و قد أقرت الترجمة وتمت المراجعة تحت أشراف رابطة العالم الإسلامي."

انگریزی زبان میں تفسیر عثمانی کا ترجمہ ایک پردہ نشین انگریز مسلمان خاتون نے کیا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تفسیر عثمانی کی مقبولیت ہر دور میں رہی ہے، اس کی بنیادی وجہ اس کا اختصار، جامعیت، پُرمغز تشریح اور سب سے اہم اس تفسیر کے مؤلفین کا اخلاص، تقویٰ اور للّٰہیت اس میں شامل ہے۔

اردو زبان میں متعدد ترجمے بشمول تفسیر عثمانی رابطہ العالم الاسلامی کو موصول ہوئے اور حسب معمول جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، ہر ایک کے بارے میں پاکستان میں متعین سعودی سفیر سے استفسار کیا گیا، محترم سفیر کی نظر انتخاب تفسیر عثمانی پر ٹھہری اور اس کے ساتھ ساتھ ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش کے معتبر علماء سے پوچھا گیا، سب نے اس تفسیر کو انتہائی مناسب قرار دیا، البتہ ایک رپورٹ میں اس تفسیر کی زبان کو اگرچہ ''زبان ذرا پرانی ہے'' کہا گیا، لیکن اسے سمجھنے میں کوئی دشواری محسوس نہیں ہوتی، نامور علماء اور محققین کی جانب سے پرزور تائید کے بعد تفسیر عثمانی کو مجمع الملک فہد کے حوالے کیا گیا، مجمع نے بڑے آب وتاب کے ساتھ اعلیٰ رنگین کاغذ پر اس کو چھاپا اور پوری دنیا میں انتہائی سخاوت کے ساتھ تقسیم کیا گیا، یہ تفسیر مجمع کی طرف سے طباعت کے بعد جب منظر عام پر آئی تو بعض حلقوں کی طرف سے اس پر اعتراضات کئے گئے اور ان کی دانست میں اس میں جو غلطیاں تھیں، اس کی نشان دہی کی گئی، جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ اس تفسیر کی مجمع میں یہ پہلی طباعت نہ تھی، اس سے قبل بیسوں مرتبہ چھپ کر تقسیم ہو چکی تھی اور کہیں کسی کونے سے اس پر انگلی نہیں اٹھائی گئی، بلکہ اس کی مقبولیت اس حد تک تھی اور ہے کہ علماء کو چھوڑ کر عام معاشرہ میں والدین اسے شادی کے موقع پر بیٹی کو جہیز میں دیتے ہیں، یا پھر حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کی بہشتی زیور دیتے ہیں، تو علمی امانت داری کا تقاضا تو یہ تھا کہ ان حلقوں کی طرف سے اغلاط کو تفسیر کے گزشتہ ایڈیشنوں میں منظر عام پر لایا جاتا، تاکہ قابل التفات اغلاط اگلی طباعت میں حذف کردی جاتی اور یہ قرآن پاک کی خدمت ہوتی، لیکن جب وہی تفسیر مجمع میں طبع ہو کر سعودی حکومت کی نگرانی میں دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچائی جارہی ہے، ایسے موقع پر ہنگامہ آرائی اور پروپیگنڈہ کرنا خدمت کے کس زمرے میں آتا ہے۔

خیر، اغلاط کا جائزہ لیا گیا اور پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش میں راسخ فی العلم علماء اور مدققین کی خدمت میں ان اغلاط کی کاپیاں ارسال کی گئیں، ان حضرات نے بغیر خوف لومۃ لائم اور تعصب ومسلک کے قیود سے آزاد ہو کر محققانہ اور تفصیلی جوابات دیئے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہی وہ علماء حق ہیں کہ جن کے اذہان مسلکی تعصب سے خالی ہوتے ہیں اور ان کے سینوں میں حسد کی آگ نہیں بھڑکتی اور اس فرمان ربی کا عملی نمونہ ہوتے ہیں:

﴿ یـایها الذین آمنوا کونو قوامین لله شهداء بالقسط ولایجرمنکم شنان قوم علی ان لاتعدلوا اعدلو هو اقرب للتقویٰ واتقوا الله، ان الله خبیر بما تعملون ﴾ (المائدۃ آیت ۸)

یہ تفصیلی جوابات رابطہ کے مسؤلین کے لئے کافی وشافی تھے اور معاملہ رفع دفع ہو گیا اور حسب معمول تفسیر مذکورہ تقسیم ہوتی رہی، اسی دوران پروپیگنڈہ شروع ہوا کہ تفسیر پر پابندی لگ گئی اور رابطہ میں مسؤلین کو اس پابندی کا سرے سے علم ہی

نہیں، گویا پروپیگنڈہ کرنے والے کو پہلے خبر مل گئی، رابطہ میں اس ناچیز کی موجودگی تک اس قسم کا کوئی امر موصول نہیں ہوا تھا اور اس پروپیگنڈے کے باوجود تفسیر عثمانی برابر تقسیم ہوتی رہی۔

رہا یہ سوال کہ یہ مزید کیوں نہ چھپی؟...... تو اس کا رابطہ یا مجمع کی طرف سے نہ چھپنا اس پر پابندی لگنے کے لئے دلیل نہیں ہوسکتا، مجمع الملک فہد سعودی وزارت اوقاف کے ماتحت ہے، اوقاف کی اپنی پالیسی ہے کہ کس تفسیر کی کتنی تعداد چھاپے، اس کی مثال عبداللہ یوسف علی کے انگریزی ترجمہ کی ہمارے سامنے موجود ہے، مجمع کی طرف سے اس ترجمہ پر کمیٹی نے نظر ثانی کی اور اچھے انداز سے اسے چھاپا گیا اور ساتھ ہی دوسرا انگریزی ترجمہ ڈاکٹر محسن خان اور ڈاکٹر تقی الدین ہلالی کا بھی مجمع ہی کی طرف سے چھپ کر منظر عام پر آگیا، تو کیا اس کا یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ عبداللہ یوسف علی کے ترجمہ پر پابندی لگ گئی ہے، اس غلط فہمی کا ازالہ ہونا چاہئے، تفسیر عثمانی کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی طباعت میرٹ پر ہوئی ہے اور کسی قسم کے اثر ورسوخ کا اس میں دخل نہیں ہے، جمہور علماء نے اس کی توثیق کی ہے اور دنیا بھر میں اس کی طباعت کی تحسین کی گئی ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

☆......☆......☆

عربی زبان وادب کے حوالے سے وفاق کا نصاب جامع ہے

عربی زبان وادب کے لیے مقرر کردہ نصاب انتہائی جامع، مفید اور کامل ہے، اس میں قدیم نثر اور قدیم ادب کے ساتھ ساتھ جدید نثر وادب کی بھی پوری رعایت رکھی گئی ہے، اس نصاب کو اگر توجہ اور محنت سے پڑھا، پڑھایا جائے تو طالب علم، عربی زبان بولنے، لکھنے، پڑھنے اور سمجھنے کی اچھی استعداد حاصل کرسکتا ہے۔ عربی کی تحریری مشق وتمرین کے لیے تقریباً نصف درجن کتابیں رکھی گئی ہیں، جدید وقدیم ادبی نثر کی کتابیں ان کے علاوہ ہیں لیکن اس کے باوجود عام طلبہ عربی زبان کے تکلم اور تحریر میں نسبتاً کمزور ہوتے ہیں، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں انشائے عربی کی کتابوں کو اساتذہ اور طلبہ وہ اہمیت نہیں دیتے جن کی وہ مستحق ہیں "معلم الإنشاء" کی تین الگ الگ کتابیں ثانویہ عامہ اور ثانویہ خاصہ میں رکھی گئی ہیں، ان میں عربی سے اردو اور اردو سے عربی کے تدریجی ارتقاء کے اصول کو پیش نظر رکھ کر، بہت عمدہ مشقیں اور تمارین مرتب کی گئی ہیں، لیکن افسوس! ان کتابوں کو اس قدر وقت نہیں دیا جاتا جس کی وہ متقاضی ہیں، عموماً سال کے آخر میں جلدی جلدی یہ مشقیں سرسری انداز سے گذار دی جاتی ہیں، ظاہر ہے اس سے وہ نتیجہ سامنے نہیں آسکتا جس کے لیے یہ کتابیں رکھی گئی ہیں۔

اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ طلبہ میں عربی زبان کی تحریر وتکلم کا ذوق پیدا کیا جائے اور مدرسہ کی مجموعی فضاء کو اس کے لیے ساز گار بنایا جائے، ہمارے علماء نے اردو زبان کو اسلامی علوم سے مالا مال کیا ہے اور مختلف فنون وعلوم میں سینکڑوں کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، اس ذخیرے کو عربی زبان کے جدید اسلوب میں منتقل کرنے کی ضرورت ہے۔ عالم عرب سے رابطے کے لیے بھی جدید عربی زبان پر عبور ضروری ہے، اس لیے اس حوالے سے ہمارے ہاں جو کمزوری پائی جاتی ہے اسے پوری سنجیدگی اور اہمیت کے ساتھ دور کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے۔ صرف ونحو کے قواعد اور صرفی تعلیلات کو ازبر کرنے سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوسکتا تحریر وتکلم کی صورت میں گرامر کا عملی اجراء اصل چیز ہے، اس کے لیے نصاب میں بہت کچھ ہے، بس توجہ اور اہتمام اگر ہو جائے تو اس کے مفید آثار بہت جلد ظاہر ہونا شروع ہو جائیں گے۔